اردو کا رواج ٹیپو سلطان کی فوج میں

از جناب محمد حمید اللہ صاحب متعلم بی اے

''ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم کے دو مضامین قند مکرّر کے طور پر زیب نظر مجلّہ میں افادہ عام کے لئے شامل اشاعت کئے ہیں۔
پہلا مضمون بعنوان: ''اردو کا رواج ٹیپو سلطان کی فوج میں''
مجلّہ عثمانیہ کی جلد۲ شمارہ 1' 1928' میں شائع ہوا۔
جبکہ دوسرا مضمون بعنوان: ''نہر سویز کا پراجیکٹ حضرت عمرؓ کے زمانے میں'' بھی مجلّہ عثمانیہ جلد 4 شمارہ 4میں 1931ء میں شائع ہو چکا ہے۔ جس کے لئے ادارہ مجلّہ عثمانیہ کا شکر گزار ہے۔

کتب خانۂ دفتر ہند (India Office Library) میں ۲۷۳۸ تا ۲۷۵۹ ایک کتاب کے اکیس نسخے مکمل اور نامکمل دونوں قسم کے ہیں۔ جس کا نام ''فتح المجاہدین'' ہے۔ اس کے بعض نسخے ان کتب خانوں میں بھی محفوظ ہیں جیسا کہ ان کی فہرستوں سے ظاہر ہے:

Bodleian no. 1903; Reu Supplement p 260; W.Pertsch Berlin Cat. pp 134-135.

اتفاق سے اس کا ایک نسخہ حیدر آباد(۱) میں بھی دستیاب ہوا جس کے تفصیلی معائینے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب فوجی اصول و قواعد پر مشتمل ہے۔ فوجی احکام فارسی میں اور جنگی اشعار ''اردو'' میں

مندرج ہیں۔

مولف کتاب کا نام زین العابدین ہے دفتر ہند کے نسخے میں ''موسوی'' کا لفظ بھی زاید ہے۔(۱) اور وہ بہت عرصے تک مدراس اور بالا گھاٹ میں قیام کرنے کے بعد (۳) آخر کار ٹیپو سلطان کا مصاحب اس کتاب کے دیباچے میں لکھتا ہے۔ کہ ۱۱۷۰ میں تیموری سلطنت بعض نوکروں کی ''نمک حرامی'' کے باعث اس قدر ضعیف ہوگئی تھی کہ اہل مغرب نے جو سواحل ہند کے کوٹھی وار اور تجارت کے بہانے سے ہمیشہ کمین میں رہتے تھے بعض غداروں کو وسیلہ بنا کر ''ملک گیر'' اور ''ملک ستانی'' شروع کی اور تمام مملکت بنگالہ اور کرناٹک کا کچھ حصہ اور بندرگارہ سورت اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اور حالت یہاں تک ناگفتہ بہ ہوگئی کہ رعایا لوٹی جانے لگی اور مسلمان قیدی چین و افریقہ میں غلام بنا کر فروخت کئے جانے لگے۔

اس کے بعد وہ ٹیپو سلطان کی تخت نشینی کو اس ظلم وستم اور خرابی کا علاج بتا کر بیان کرتا ہے کہ یورپیوں کی جنگ میں برتری اور غلبے کا اصلی رازان کے توپ وتفنگ میں ہے اس لئے بادشاہ نے توپ خانہ اور طریقہ حملہ اور ''سپہ آرائی'' میں نظام قائم کیا جن کی وجہ سے انہیں فتح یابی حاصل ہوتی رہی۔ پہلے یورپی فوج کی تعریف اور پھر اپنے بادشاہ کے انتظام کی تعریف سے پتہ چلتا ہے کہ یورپی قواعد ہی کو مناسب ترمیم کے بعد رائج کر لیا گیا تھا۔

دیباچے کے آخر میں لکھتا ہے کہ ۱۱۹۷ء میں راست شاہی حکم پہنچا کر وہ سلطنت کے فوجی قواعد کو ایک کتاب کی صورت میں مرتب کرے تاکہ یہ ''علم شریف و ہنر لطیف'' جو ہندوستان میں نایاب و مفقود ہے رواج پا کر اسلامی فوجوں کی فتح کا باعث ہو اس کا آخری جملہ اس سلسلہ میں شروع ہوتا ہے۔

''اولاً پارہ از مسائل آں و برخے از ضروریاتِ دین درمقدمۂ کتاب ذکر کردہ بہ تحریر قواعد دیگر پردازد۔''

اس کے بعد اصل کتاب شروع ہوتی ہے مگر انڈیا آفس کے مکمل نسخے ۲۰۴۸ کے متعلق فہرست کی تشریح سے مقابلہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ہماری کتاب مختصر اور خلاصہ ہے چنانچہ لندن کے نسخے میں

پہلا باب در بیانِ مثائل (مسائل Read) عقائد و نماز وغیرہ و مثائل (مسائل) منع تمباکو و نمک حرامی و ترکہ و جہاد وغیرہ ہے۔ (۴) مگر پیش نظر نسخے میں تمباکو کی ممانعت کا تذکرہ موجود نہیں ہے۔ اس کے سوا انڈیا آفس کا نسخہ ۲۷۵۹ جو صرف اقتباس ہے اس میں پہلے دو صفحے ایک حساب میں ہیں جسے گر شرعی کہتے ہیں اس کی عبارت یوں شروع ہوتی ہے۔ ''چو تعدادِ حروفِ کلماتِ شہادتین بیست و چہارمی شود لہٰذا مقدار بیست و چہار عرض الخ۔ وہ آخری بارہ ورق حسابی جدولوں پر مشتمل ہیں۔ اس باب میں اولاً اسلام و ایمان کی تعریف احادیث کے ذریعے کی گئی ہے اس کے بعد اسلامی معتقدات یعنی خدا و رسول فرشتے قیامت پیغمبران قضا و قدر وغیرہ کا تذکرہ ہے۔ پھر مسائل وضو اور مسائل نماز دو عنوانوں کے تحت ان امور کے متعلق ایک مجمل بیان تحریر کرتا ہے۔ مسائل جہاد اس باب کا آخری عنوان ہے اس میں قرآنی آیتیں، احادیث نبویؐ اور (غالبًا) ذاتی خیالات مقدس جنگ یعنی جہاد کے متعلق نقل کرتا ہے ان کے مطالعے سے اس زمانے کی اسلامی ذہنیت کا پتہ چلتا ہے جب کہ ان کے پاس حکومت تھی اور ان پر ایسا بادشاہ حکمرانی کرتا تھا جو توسیع مملکت کا شایق اور جنگ کا دھنی تھا۔ قرآن و حدیث شریف کو جیسا کہ ہر بلیغ عبارت میں ہوتا ہے، مولف کتاب بھی تاویل و توضیح کے ذریعے اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کرتا ہے۔

اس کے بعد چند سیاسی جرائم کا تذکرہ کرتا ہے کہ سازش اور خیانت وغیرہ وغیرہ کی کیا سزا ہے پھر شرعی جرائم اور گناہوں کا اور آخر میں کسی بادشاہ کی نا اہلیت اور وفاداری سلطنت کے مسائل پر اس باب کو ختم کرتا ہے۔ (یہ ۵۴ صفحوں میں آیا ہے ہر صفحے میں دس سطریں ہیں۔ خط بہت جلی ہے۔ تقطیع چھوٹی ہے۔)

انڈیا آفس کے نسخے میں دوسرا باب ''در بیانِ فالنامۂ اذنِ علی و اسمائے نو مقرری برائے تقسیم حساب و لفظ وزن و تعداد مقرری الخ'' ہے مگر پیش نظر نسخے میں یہ باب سرے سے غائب ہے۔

باب سوم تدابیر حرب کے بیان میں ہے۔ اور باب اول کے بمقابل بہت مختصر ہے چنانچہ صرف ۱۴ صفحوں میں آیا ہے مگر اس سے زیادہ اہم اور دلچسپ ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹیپو

سلطان کے اصولِ جنگ کیا تھے فوج کو کس طرح آراستہ کرنا چاہئے' جنگل یا میدان یا پہاڑ یا چشمہ مقام جنگ ہوں تو آراستگی میں کیا تفاوت ہوتا ہے' توپ و بندوق سے کس طرح مناسب کام لیا جا سکتا ہے۔ ''جنگ صعب'' اور ''جنگ قزاقی'' کب اور کس طرح کرنی چاہئے۔ شب خون دشمن کی فوج کے میدان میں خیمہ زن ہونے کے وقت کرنا کیوں مفید ہے اور اس کا طریقہ کیا ہے؛ دشمن کی فوج زیادہ ہو تو کس طرح مقابلہ و مقام کرنا چاہئے اور کم ہو تو کن باتوں سے خبردار رہنا ضروری ہے؛ سوارہ فوج کہاں رہے اور فوج کی کس طرح تقسیم ہو؛ کوچ کا طریقہ اور اس کی ضروریات اور قابل لحاظ باتیں؛ افسر اعلیٰ موقع ومحل کا خود معائنہ کر کے اس علم سے جنگ میں کس طرح فوج کی رہنمائی کرے؛ ہوا کے رخ کا جنگ کے وقت لحاظ؛ افسر اعلیٰ کے قتل پر اس کی فوری جانشینی اور بلا تاثر جنگ کا جاری رکھنا: قلعہ بند ہونے کی صورت میں کیا کرنا چاہئے؛ پسپائی اور واپسی؛ سپاہ کی تعداد میں کمی و زیادتی اور دشمن کی تعداد کے لحاظ سے جنگ شروع کرنے کا وقت؛ جاسوسی یا جنگ کی ابتدا خود نہ کرنی چاہئے؛ قلعہ شکنی میں اولا کن حصوں پر گولہ باری ہو وغیرہ۔

باب چہارم ''حکم نامہ بنام سرنجشی و متصدیان تعلقہ کچہری حضور'' میں ہے۔ انڈیا آفس کے پہلے نسخے میں ''وغیرھا'' زاید ہے اور ۲۷۴۶ میں ''بنام سپہ دار وغیرھا'' ہے۔ اس باب میں اولاً نمک حرامی کے اقسام بتا کر ممانعت کی گئی ہے کہ حکام ان سے باز رہیں اور اپنے ماتحتوں پر بھی نگرانی رکھیں۔ چنانچہ سپاہیوں کا ''چہرا'' یعنے حلیہ لکھنے اور ماہ بماہ تنخواہ تقسیم کرنے' پریڈ اور قواعد کے ذریعہ سپاہ کو مستعد رکھنے اور سامانِ حرب وضرب کی نگہداشت اور اس کے مہیا رکھنے پر زور دیا گیا ہے۔ سامان حرب وضرب توپ اور گولہ بارود کے علاوہ بندوق اور ''قطار وطرنک وغیرہ'' کی نگرانی ہو اور ٹوٹی پھوٹی چیزوں کی مرمت سرکاری خانے میں فوراً کرائیں۔

فوجی اصطلاحات میں فارسی الفاظ کے رواج کا حکم' اور ''امر و نہی ایزدی و احکام حضرت رسالت پناہ ﷺ'' کا جو ترجمہ عربی سے کرایا گیا ہے اس پر عمل و رواج کا خیال رکھیں۔ اور خلاف ورزی پر فوراً سزا دیں۔

اس کے بعد سام (پریڈ یا قواعد) کا ذکر ہے جس کے ابتدائی حصے کی نقل غیر دلچسپ نہ ہوگی۔

ہوشدار

استادو مک

صفین یک یک راست پشت گرد

چپ پشت گرد

دہ و پنج گام رد

وغیرہ۔ وغیرہ۔ بدستور بزن۔ است گرد۔ چپ گرد۔ صفین ملحق۔ رو (یعنی متفرق ہو جاؤ)

جلد قدم۔ آہستہ قدم۔ قدم بزن۔ باش۔ برابر۔ راست بین اور اسی قسم کی چند اصطلاحات ہیں جو غالباً فرانسیسی یا انگریزی کا ترجمہ ہیں۔ ایک بات قابل ذکر یہ ہے کہ بعض ترکی الفاظ بھی مروج ہیں۔ مثلاً قاشلق جوق۔ بعض الفاظ مثلاً دمک' قشون' تیپ' چمان' کا مفہوم پوری قواعد کا گہرا مطالعہ کرنے پر کوئی فوجی قواعد داں سمجھ سکتا ہے۔

ہر قسم کی فوج کے لئے علیحدہ علیحدہ قواعد تھے قواعد چلیپار نگر وٹوں کے لئے ہے قواعد وغیر اوقات مقرری گردش' گشت' جنگ دو بازو (جن کی تین قسمیں ہیں) جنگ دوطرف' قواعد توپ (جس میں پر کن اور سر کن اچھے الفاظ ہیں) قواعد چہار توپ' قواعد نیزہ' قواعد شمشیر' اور باب قدم میں پورے احکام پریڈ موجود ہیں۔ مگر ان سے اس وقت زیادہ بحث غیر ضروری ہے۔

اس کے آگے یزک دار' دفعدار' جمعدار' سرخیل' جوقدار' رسالہ دار' سپہ دار' بخشی و متصدی لکھے گئے ہیں جن میں ان کے فرائض کی تشریح کر کے قصور اور سزا کی مقدار کا بھی تذکرہ ہوا ہے سب سے چھوٹا عہدہ یزک دار اور سب سے بڑا سپہ دار ہے اور درجہ بدرجہ ترقی مل سکتی ہے۔ اور قاعدہ تبدیل یزک (پہرہ) اور قاعدۂ کیوان اول اور قاعدۂ تبدیل منقلا (گارڈ) اور قاعدۂ چاشت و شان (یعنی صبح و شام) کی

پوری تفصیل ہے پھر ایک دلچسپ عنوان ہے جو پورا پورا نقل کیا جاتا ہے۔ یہ محافظ و رہگزروں کے متعلق ہے۔

''قاعدۂ سوال و جواب یزک دار و مردم رہگذر''

سوال: کیست؟

جواب: سرکار!

سوال: کے سرکار؟

جواب: حیدری سرکار!

سوال: کے جوق

جواب: فلاں جوق (فلاں کی جگہ نام لینا چاہئے)

تعطیل اور جنگ کے وقت حفاظت و نگرانی' اور رخصت کے احکام اور سزا کے بعد یہ باب ختم ہوتا ہے۔

۵ واں باب تفویض خدمات میں ہے یعنی ترقی و تقرر۔ اس سلسلے میں بیان ہوا ہے کہ ہمیشہ ترقی ایک دم نہ دینی چاہئے بلکہ یزک دار کو دفعدار' پھر جمعدار' پھر سرخیل' پھر جوقدار' پھر رسالہ دار' پھر سپہ دار' پھر سپہ سالار' یعنی دو تین سپہ داروں کا حاکم بنانا چاہئے۔ لائق سرخیلوں کو یساقچی اور یساقچی گری کے بعد جوقدار بنانا مناسب ہے اور کوئی شخص خواہ کتنا ہی عمدہ مدبر شجاع کیوں نہ ہو اس کو یکدم بڑے عہدے پر ترقی نہ دینی چاہئے۔ بلکہ درجہ بدرجہ لیکن جلد جلد ترقی دی جا سکتی ہے۔

رخوت (یونی فارم) سلام' رخصت (اختتام پریڈ) کے بعد ''سرکردنِ توپ ہائے خوشی'' کا بیان ہے کہ عید رمضان' ذیحجہ' اور اپنی جماعت کی فتح پر گیارہ توپ' شاہی فتح پر ایک سو ایک دفعہ غروب آفتاب

کی دروازے بند ہونے کے وقت کی اور طلوع آفتاب اور دروازے کھولنے کی اطلاع میں ایک ایک توپ چلائی جاتی تھی۔ ایک قاعدہ یہ بھی تھا کہ اپنے سے صرف ایک درجہ کم یا زائد کے عہدہ دار کے ساتھ مل کر کھانا کھا سکتا تھا۔ اس سے زیادہ پر تنبیہ کی جاتی تھی۔

اس کے بعد ایک انڈکس ہے جس میں انگریزی یا فرانسیسی فوج کے مروجہ اصطلاحات کا ترجمہ جو سلطانی فوج میں بطور مرادف استعمال کیا جاتا تھا' مندرج ہے جس سے بہت مفید معلومات ہوتی ہیں۔ نستعلیق حروف جو ذیل میں ہیں اصل میں سیاہ ہیں اور نسخ یعنی عربی سرخی سے تحریر ہیں:

اسمائے صاحب خدمات وغیرہ

قشون	ٹکری	
سپہ دار	سردار ٹکری	
رسالہ دار	کمندان	
جوقدار	صوبدار	
سرخیل	جماعدار	
جماعدار	حوالدار	
دفعدار	نایک	
یزک دار	سپاہی	
یساقچی	اجیٹن	(مراد اجٹنٹ)
سریساقچی	جنرل اجیٹن	

سام گاہ	پریڈ (مراد پریڈ)
منشور	وردی
منقلا	کمانڈ (مراد گارڈ)
رسالہ	بٹالم (مراد بٹالین)
جوق	کمپنی
یزک	پہرہ
نشان	پرول (یعنی واچ ورڈ)
منقلای پیش	میکماڈ (وین گارڈ)
منقلای عقب	ریر گارڈ
کیوان	رونڈ
کیوان اول	گرائنڈ رونڈ
کیوان دوم	رجیٹ رونڈ
کیوان سیوم	پٹ رونڈ
سام	کمان (کمانڈ) یعنی قواعد یا پریڈ
ثریا	فیل (غالباً فائل)
کہکشاں	لام (غالباً لائن)

نجم	کوت (کواٹر گارڈ)		
نوآموز	الیٹ بٹن؟		
چاشت	(۵ گھڑی دن نکلنا)	شان	(۲ گھڑی رہے شام)
معلم دفعدار	دلیل نایک		
معلم جماعدار	دلیل حوالدار		
طنبور	....		
نَے	....		
سنج	جھانج		
طنبورچی	....		
نَے نواز	....		
سنجی	غالباً سنج چی۔		

دارالشفاء برائے مجروح و بیمار

نان پرورشی (وظیفہ معذورانِ جنگ)

انڈیا آفس کے نسخے میں ۶ و ۷ و ۸ ویں بابوں میں توپ خانہ سوارہ فوج، اور پیادہ فوج کے احکام درج ہیں۔ مگر ہمارے پیش نظر نسخے میں ان کے لئے مستقلِ باب تو نہیں البتہ ۵ ویں باب میں ضمناً ان کا تذکرہ اِدھر اُدھر آ گیا ہے۔ ان کے سوا اس میں آخری دو صفحے (جو ۱۴۸ ویں ورق پر ختم ہوتے ہیں) سانپ کے زہر کا علاج لکھنے میں صرف ہوئے ہیں۔ یہاں پر بڑا نسخہ ختم ہو جاتا ہے۔ جو حقیقت میں اصلی

نہیں بلکہ ایک نقل ہے جیسا کہ املا کی غلطیوں سے ظاہر ہوتا ہے' اس کے علاوہ بہت سے اور بھی نسخے ہیں ان میں سے ۲۷۵۵ اور ۲۷۵۹ کے آخر میں ''ریختہ غزلیں'' ہیں۔ ان کے متعلق فہرست میں جو انگیری نوٹ ہے اس کا اقتباس درج اور ترجمہ کیا جاتا ہے۔

No. 2755 incomplete.

..............Beyond this the copy is a mere labyrinth; on fol. 73^b-77^b there appears Rekhta Ghazals for the various times of the day, with reference to soldier's duties; on ff. 78-90 miscellaneous matters' referring to the same. written by other hands in almost illegible Shikista.

نسخہ نمبر ۲۷۵۵۔ نامکمل

...............اس کے سوا یہ نسخہ محض ایک معمہ ہے؛ ورق ۷۳ ب سے ۷۷ ب تک چند اردو غزلیں نظر آتی ہیں جو دن کے مختلف اوقات سے متعلق ہیں اور ان میں سپاہیوں کے فرائض کا بھی تزکرہ ہے۔ اوراق ۷۸ سے ۹۰ تک ہیں انہیں کے متعلق مختلف امور بالکل غیر واضح شکستہ خط میں ہیں جو ایک نئے ہاتھ کی تحریر ہے۔

No. 2756 incomplete.

.... On fol. 59^b sq. some Rekhta verses. There is *obviously a large lacuna on fol. 34^b where suddenly* quite a new handwriting commences.

نمبر ۲۷۵۶۔ نامکمل

...........ورق ۵۹ ب مربع میں چند اردو اشعار ہیں۔ اور ورق ۳۴ ب پر بظاہر ایک بڑی جگہ سادہ ہے۔ جس کے بعد سے یک بیک ایک نیا خط شروع ہوتا ہے۔

یہ اشعار ہمارے نسخے میں انڈکس کے بعد ورق ۴۷ ب سے شروع ہوتے ہیں۔ ان کی نقل سے پہلے ایک بات بیان کرنی ضروری ہے۔ وہ یہ کہ یہ اشعار اصلی ہیں۔ یہ کہنا درست نہیں ہے کہ یہ بعد

میں اضافہ کئے گئے اس کی کئی وجوہ ہیں۔ اول تو یہ کہ انڈیا آفس کا مکمل نسخہ اصلی نسخہ نہیں ہے۔ بلکہ ایک نقل ہے اور اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ وہ اصل سے نقل ہوا ہے۔ اسی وجہ سے اس میں اردو اشعار کے نہ ہونے سے یہ ضروری نہیں کہ وہ اصلی نسخے میں بھی نہ تھے۔ جن دو نسخوں میں اردو اشعار ہیں ان کے دیکھنے کا اگرچہ موقع نہیں ملا لیکن انڈیا آفس کی فہرست میں اڈیٹر نے جو عبارت لکھی ہے اور جو اوپر نقل کی گئی ہے اس پر غور کرنا چاہئے۔ نمبر ۲۷۵۵ میں یہ نہیں بیان ہوا ہے کہ اردو اشعار الگ خط کے ہیں بلکہ ان کے بعد کچھ اور باتیں جو اسی قسم کی ہیں دوسرے ہاتھ کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ دوسرے نسخے میں اگر یہ بیان ہوا ہے کہ ۳۴ ویں ورق سے خط بدل گیا اور اس طرح ضمناً دو اشعار کے خط کا بھی ابتدائی حصے سے مختلف ہونا ثابت ہوتا ہے لیکن یہ امر قابل غور ہے کہ اردو اشعار ۵۹ ویں ورق پر ہیں اور نیا خط ۳۴ ویں ورق سے شروع ہوتا ہے۔ اگر اردو اشعار بعد کے سمجھے جائیں تو اس تمام حصہ کو بھرتی کا سمجھنا چاہئے جو نئے خط کی ابتداء سے ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نسخے کے کاتب کو اصل کتاب کا کوئی مکمل نسخہ نہیں ملا۔ پہلے جتنا حصہ ملا نقل کر لیا۔ اس کے بعد اس کے کسی جانشین کو جب اس کتاب کا کچھ اور حصہ ملا جو اس کے پاس کی کتاب میں نہ تھا۔ تو اس نے احتیاطاً تھوڑی جگہ سادہ چھوڑ کر باقی حصہ نقل کر لیا۔

اس کے برخلاف ہمارا نسخہ اصل شاہی نسخے کی نقل معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلے صفحہ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے اوپر ایک مہر کی نقل ہے جو اس طرح ہے۔

۵۱۲۱
ٹیپو سلطان

اس مہر کے برابر ۱۲۱۵ لکھا ہوا ہے جن کا منشاء معمہ ہے۔(۵) اس کے سوا اصل کتاب کی تصنیف ۱۱۹۷ء کی ہے اور ہمارا نسخہ ۱۲۰۱ء میں نقل کرایا گیا ہے۔ (جو اصل نسخے کی تصنیف شروع ہونے کے صرف چار برس بعد کا ہے) چنانچہ ابتدائی صفحہ پر کتاب کے نام کے نیچے یہ عبارت ہے:(۶)

''درمیلاپور معرفت دلیر جنگ بہادر بتاریخ ۱۷ ربیع الاول ۱۲۰۱ھ ہجری نویسانیدہ شد''

اس صفحہ پر تین مہریں ہیں جو مٹی ہوئی ہیں مگر خوردبین سے واضح ہوتا ہے کہ ایک یہ ہے۔

بہادر ۱۲۶۰
کتاب عمادالدولہ

جو ویسے بھی ذرا غور سے پڑھا جاتا ہے۔

دوسری پر

عبدالوہاب
خان

نظر آتا ہے۔ سنہ میں کچھ (۶۶) سا پڑھا جا سکتا ہے۔ اس کے سوا تیسری سب سے مدہم مہر مجھ سے پڑھی نہ جا سکی۔ اندر بھی ٹیپو سلطان والی مہر کے بازو ایک اور اسی قسم کی مہر ہے جس کے پڑھنے کے لئے ایک اچھی خوردبین کی ضرورت ہے۔...... مگر یہ بیرونی باتیں ہیں۔

اندرونی ثبوت میں چند باتیں قابل ذکر ہیں۔

اولاً اردو اشعار کی زبان سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ٹیپو سلطانی عہد سے زیادہ بعد کی نہیں جیسا کہ ناظرین پر بھی جب اسی عہد کے اردو اشعار کا مطالعہ کریں گے تو واضح ہو جائے گا۔

(ملاحظہ ہو اردو، قدیم از حکیم سید شمس اللہ قادری)

دوسرے یہ غزلیں اسی خط میں ہیں جس میں باقی کتاب تحریر ہوئی ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ اردو غزلوں کے آخر میں ''نام ہای دوازدہ ماہے'' کی سرخی سے یہ بارہ مہینے ہیں ''احمدی، بہاری، جعفری، دارائی، ہاشمی، واصلی، زبرجدی حیدری، طلوعی، یوسفی، ایزدی، بیاضی، اسی عہد کی بعض کتابوں کے آخر میں جن کا تذکرہ فہرست کتب خانہ انڈیا آفس میں منظر سے گزرا، ٹیپو سلطان کا نام اور اس کے بعد حکم کی تاریخ میں یہی مہینے لکھے ہوئے ہیں اقتصادی ضروریات سے شمسی مہینوں کے

رواج کی ضرورت تھی اور مسیحی مہینوں کی بجائے یہ مہینے منظور کئے گئے۔ (اسی سلسلے میں حیدر آباد کے فصلی مہینوں کے متعلق اشارہ کرنا ناموزوں نہ ہوگا کہ حیدر آباد میں بھی ایسا ہی کیا گیا۔)

چونکہ یہ آخری باب ۵ انہیں اشعار کے بعد ہے اور اسی ورق پر ہے جس پر کئی ایک غزلیں ہیں اس لئے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ جب یہ مہینے سلطانی سلطنت میں مروج تھے تو ان فوجی غزلوں کے رواج کو بعید از قیاس نہیں سمجھا جا سکتا خصوصاً ہمارا نسخہ ٹیپو سلطان کی وفات سے کوئی چودہ سال قبل نقل ہوا ہے۔ فارسی کی بجائے اردو اشعار کی غالباً یہ وجہ ہے کہ اس زمانہ میں سرکاری زبان فارسی تھی لیکن ملک میں اردو خوب مروج تھی اور سپاہیوں میں سے اکثر کی مادری زبان تھی۔

فوجی گانوں میں جو بیتیں سب سے زیادہ مستعمل تھیں وہ یہاں نقل کی جاتی ہیں۔

غزل۔ وقت آہستہ قدم۔ پشتو

ملکِ ہندوستان میں دیں کا وہی سلطان ہے ۔۔۔ غرق جس کے آبِ خنجر میں فرنگستان ہے
کیا ہے نسبت جاہ و حشمت میں سکندر سیں تجھے ۔۔۔ بارگاہِ قدر کا دارا تیرا دربان ہے
ہے وہی انسانِ کامل جس میں ہو معنی کی بو ۔۔۔ نقشِ دیبائی و گرنہ صورتِ انسان ہے

مذکورہ بالا غزل غالباً آہستہ روی کے وقت بجائی جاتی تھی اور مندرجہ ذیل تیز روئی کے وقت:

غزل۔ وقت جلد قدم۔ ہندول

بجا ہے کہیے اسی کو شہ خواص و عام ۔۔۔ کہ جس کے رعب سیں لرزان ہے آفتاب مدام
لقب ہوا اُسے سلطانِ دیں اسی خاطر ۔۔۔ کہ ہے مُروجِ شرع اور حامیٔ اسلام
جہاد یہاں تیئں[1] رائج کہ عہد میں جس کے ۔۔۔ نہ دیکھی تیغ کبھو خواب میں بھی روئے نیام

غالباً نیزوں سے لڑائی کے وقت بجائی جاتی تھی:

---

(۱) تیئں: تک

غزل۔ وقت ضرب سنان۔ جنگلہ

یا الٰہی رہے تاحشر وہ سلطانِ جہان — جس کے ہے عدل سیں سرسبز گلستان جہاں
سرنوشت آیۂ فتح است علم کے جس کے — کیوں نہ دیں باج اسے جملۂ شاہانِ جہاں
حیدری رسم کو احیا[1] کرے عالم جو کوئی — ہے بجا کہئے اگر اس کے تئیں جانِ جہاں

صبح سویرے یہ غزل بجتی تھی:

فرنگ و زنگ تری تیغ سے کیوں نہ لرزاں ہو — کہ جس کے خوفِ دم سیں برق ہردم پابہ داماں ہو
دعا کرتا ہے ہر یک مور جس وادی سیں[2] تو گزرے — کہ یارب یہ جہاں داور زمانہ کا سلیمان ہو
لبِ ہر ذرہ سیں یہ لفظ نکلے ہے بصد آمیں — فلک پر مہر ہے جب تک زمیں پر ٹیپو سلطاں ہو

مذکورہ ذیل کی غزل فوج کے بدلنے کے موقع پر بجائی جاتی تھی:

غزل۔ وقت تبدیلِ منقلا پنج گھڑی روز بماندہ۔ توری

بُلبل ثنا کرے ہے جب گُل کی گلستاں میں — میں خُلق کا تیرے وصف کہتا پھروں جہاں میں
گر یادِ خُلق تیرا گزرے چمن کے دل پر — ہر خار بار لاوے صددستہ گل خزاں میں
طاقِ بلندِ نسیاں ہے جای نامِ کسریٰ — شہرا ہوا تیرا عدل از بسکہ اب جہاں میں

یہ رُباعی صبح میں بجائی جاتی تھی:

(۱) احیاء: زندہ
(۲) سیں: سے

رُباعی وقت نشاں سہ پاس روز گزشتہ۔سارنگ

روشن ہے تیرے سیں اب چہ ماچیں وچہ زنگ ای مہر جمال

انگشت نماہے تیغ تیری در شہر فرنگ مانند ہلال

اودے تیرے عدل سیں یہ صورت جگے[1] میں بے رنگ گذاف

پالے ہے بغل میں اپنے آئینہ کو سنگِ فرزند مثال

غزل۔وقت شاں یعنی دو گھڑی روز باقی ماندہ۔کوری

خلق تیرا کرے جو عطاری آوے یوسف بِنے خریداری

ہجر کی رات دیدۂ عاشق بخت سیں تیرے سب کی بیداری

اوٹ[2] گیا اب جہاں سیں نام خراب ہے تیرے عدل کی یہ معماری

غزل۔وقت توپِ شب کہ یک پاس گذشتہ زنند۔کلیان

ازل سے ہو جو مسمّٰی بظلِ الٰہی اُسی سے سیکھے فریدوں رسمِ جمجاہی

رہے نہ یوں بر خورشید میں قبای فلک جو چشت ہے تیرے جامہ پو خلعتِ شاہی

الاہی جب تیئں قائم ہے آسمان و زمین مطیع حکم ہو اس کا زمانہ تاماہی

خوشی اور مسرت کے وقت یہ اشعار بجائے جاتے تھے:

---

(۱) جگے: جگہ

(۲) اوٹ: اٹھ

غزل۔ دَر وقتِ سرُور و فرحت۔ پورپی

نہ دیکھے خواب میں روئے زوال اے ظلِ سبحانی — اگر خورشید سیکے تجسے(۱) آئینِ جہان بانی

مجسم ہو تیرا اگر حسن خلق اے آیۂ رحمت — نکالے یک گریباں سے سر با ماہِ کنعانی

الٰہی یہ شہ انجم حشم گردش سیں گردوں کے — نہ ہو خورشید کے مانند گاہے چیں بہ پیشانی

کسی کو بطور سزا تشہیر کرایا جاتا تو اس کے ساتھ یہ ڈھنڈورا پٹتا:

غزل۔ دَر وقت تشہیر مردِ گنہگار۔ یمن

ذات سیں تیرے ہے قائم عدل اے جمجاہ و بس — حکم سیں تیرے ہے نکالا عدل کے دل کا ہوس

عدل کے شحنہ سے تیرے اے شہ بیدار بخت — خوابِ شیریں خوش کیا ہے خامۂ چشم عسس

کہ عدو پادے اماں تجھ(۲) تیغ سیں کاٹے ہے جب — زندگی اپنی کے رہ نالہ ہی میں مثل جرس

غزل۔ وقتِ تشہیر زن گنہگار۔ دھنا سری

بہرام ہراساں ہے تیرے خنجر سیں بر چرخِ دورنگ — چمکے ہے درخش تیرے گردو فرسیں اصفدر جنگ

تجھ تیغ کا اب گرچہ درکشورِ ہند ہے موج میں لنگ — تو نیزہ گذر گیا ہے پانی سرسیں در ملک فرنگ

کوچ کے لئے سپاہیوں کو جمع کرنے کی آواز میں یہ بجتا تھا۔

---

(۱) سیکے تجسے: سیکھے تجھ سے

(۲) تجھ: تیری

غزل۔ دَر وقت طنبور اول کوچ۔ شام کلیان

ہے تیرا بندۂ فرمان نہ تنہا بہرام　　حلقہ در گوش پے ہے چرخ مہ نو سے مدام

مشتری دام کرے اس سے سعادت دایم　　کوکب بخت کا تیرے جو ہو کیوان غلام

ابلق چرخ تیرے حکم پہ کیونکر نہ پھرے　　کہ ازل سے تیرے کف میں ہے زمانہ کا زمام

غزل۔ دَر وقت طنبور دویم کوچ۔ للت

تاباں ہے برجِ اوج میں وہ آفتاب آج　　خورشید جس کے شرم سیں ہے آب آب آج

ہو نشہ بآبِ آتشِ فردا اگر عدو　　شمشیر سیں تیرے پے یک قطرۂ آب آج

رائج ہے طبع سیں تیری از بسکہ راستی　　زلف پری رُخاں سیں اٹھا پیچ و تاب آج

تیسری آواز پر دو مخمس بجتے تھے:

ہے عَلَم داروں میں تیرے چرخِ اطلس قام ایک　　نیز دارانِ کی تیرے سیں ہے بہرام ایک

بزم ہمت کا تیرے ہے مہر زریں جام ایک　　ہفت مد بحر ہے تیرا مد انعام ایک

الغرض عالم میں ہے تو داورِ ایام ایک

پنجۂ ہمت تیرا جب سیں سخا آئیں ہوا　　کوہ کے دامن سیں دامن آز کا سنگیں ہوا

عدل کا شہرہ تیرا از چین تا ماچین ہوا　　جلوہ آرا ہند کا ایسا جو ماہِ دین ہوا

کیا عجب گر بعد ازاں ہوے جو صبح و شام ایک

منتشر سپاہیوں کو جمع کرنے پر:

غزل۔ جہت اجتماع مردمِ متفرق۔ کھماج

اے آفتاب! جلوہ دہِ آسمان عدل شاداب ہے تیرے سے اب گلستان عدل

پے لکنت دروغ کہے ہے یہ حرف راست بہتر تیرے سیں کون ہو شاہِ جہانِ عدل

جز وصف تیری ذات کا ہرگز سنے نہ کوئی گویا بیانِ قال ہیں گر ہو زبانِ عدل

واضح رہے کہ بعض مصرع موزوں نہیں معلوم ہوتے۔ اصل کا پوری طرح لحاظ رکھا گیا ہے۔لیکن کسی اور نسخے کی غیر موجودگی کے باعث مقابلہ نہیں کیا جا سکا۔

(مشکل قدیم الفاظ بہت کم ہیں۔''سیں'' ''سے'' کی جگہ ہر مقام پر مستعمل ہوا ہے۔مصرع دوم آخری غزل کے سوا جہاں ''سے'' ہی اصل میں بھی لکھا ہوا ہے۔اس کے سوا ''تجھ'' ''تیرے'' کے معنی میں اور ''تیئں'' ''تک'' کے لئے رائج ہے۔''گ'' پر مرکز اصل میں نہیں ہے۔لیکن سہولت کے لئے اس مضمون میں لگا دیا گیا ہے اور چار اعراب بھی بڑھا دیئے گئے ہیں۔آسانی کے لئے بعض الفاظ کے نیچے معنے کا بھی اضافہ کر دیا گیا ہے۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ہر غزل ایک خاص طرز میں بجائی جاتی تھی۔جس کے نام بھی اصل میں لکھے ہوئے ملے ان کی تشریح اس لئے ضروری نہیں کہ اس کا وقت فارسی میں باز وہی موجود ہے۔)

یہ مختصر کیفیت ہے جو فتح المجاہدین کے مطالعے کے بعد مرتب کی گئی۔